

سُنہمے اوراق

تاریخ اسلامی سے چمکتے دکتے واقعات

تالیف

عبدالمالک مجاہد



دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جده • ختیر • شاربہ
لاہور • لندن • ہیوسٹن • نیویارک

دارالسلام پبشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

© مکتبہ دارالسلام، ۱۴۲۵ھ

فہرستہ مکتبہ الملك فهد الوطنية أثناء النشر
مجاہد عبدالملك

الصفحات الذهبية / مجاہد عبدالملك - الرياض، ۱۴۲۵ھ

ص: ۳۷۶ مقاس: ۲۱×۱۴ سم

ردمك: ۹-۰۲-۷۳۲-۹۹۶۰

(النص باللغة الاردية)

۱- التاريخ الاسلامي - العنوان

ديوي ۹۵۳، ۰۲ ۱۴۲۵/۵۶۳۸

رقم الإيداع: ۱۴۲۵/۵۶۳۸

ردمك: ۹-۰۲-۷۳۲-۹۹۶۰

پوسٹ بکس: 22743 الرياض 11416 سعودی عرب

فون: 4021659 فیکس: 00966 1 4043432-4033962

E-mail: riyadh@dar-us-salam.com - darussalam@awalnet.net.sa

Website: www.dar-us-salam.com

فیکس	فون	دارالسلام
4644945	00966-1-4614483	العلیہ
4735221	00966-1-4735220	الملز
6336270	00966-2-6879254	جدة
8151121	00966-503417155	مدینہ منورہ
8691551	00966-3-8692900	الخبر
5632624	00971-6-5632623	شارجہ
7354072	0092-42-7240024	پاکستان
20 8539 4889	0044 20 8539 4885	لندن
718-625 1511	001-718-6255925	نیویارک
7220431	001-713-7220419	ہوسٹن
23692944	00852-23692722	هانگ کانگ
77100749	00603-77109750	ملائیشیا

دارالسلام

عرض مؤلف

غالباً 1998ء کی بات ہے، میں ریاض میں وزارت مذہبی امور کے شعبہ اوقاف کے ڈپٹی منسٹر جناب ڈاکٹر عبدالرحمن مطرودی کے پاس بیٹھا تھا۔ موصوف نہایت ذہین و فطین آدمی ہیں۔ انگلینڈ میں پڑھتے رہے، وہیں سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ہمارا موضوع سخن اسلامی کتابوں کی اشاعت تھا۔ انہوں نے گفتگو کا رخ بدلا اور کہنے لگے: ”دارالسلام نے اب تک نوجوانوں کے لیے کتنی کتابیں شائع کی ہیں؟“ میں نے عرض کیا: ”کوئی خاص نہیں۔ یہ بات ہمیشہ میرے ذہن میں رہی ہے کہ دارالسلام کو نوجوانوں کے لیے کتابیں شائع کرنی چاہئیں۔ ہرچند کہ بعض کتابیں میں نے نوجوانوں کے لیے بطور خاص لکھوائی ہیں مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس سلسلہ میں کوئی قابل قدر کام ہوا ہے، البتہ مستقبل میں اس پر ضرور توجہ دوں گا۔“ اُس وقت میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایک دن میں خود کسی کتاب کا مؤلف بن جاؤں گا اور وہ نوجوان نسلوں کے لیے لکھی جائے گی۔

دارالسلام کا سن تاسیس 1992ء ہے۔ مجھے کتب کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں بے شمار سفر کرنا پڑے۔ دوران سفر ہوائی جہاز میں یا ہوٹل میں قیام کے دوران مطالعہ کا وقت مل جاتا ہے۔ دوپہر کے قیلولہ یا رات سونے سے پہلے کسی نہ کسی کتاب کا مطالعہ تو پرانی عادت ہے مگر سفر میں کچھ زیادہ ہی وقت مل جاتا ہے۔ میں اپنے ہمراہ ہر سفر میں دو تین عربی کتابیں ضرور رکھتا ہوں۔ دوران مطالعہ نوٹ کیا کہ ہماری اسلامی تاریخ ایسے ایسے شاندار واقعات سے بھری پڑی ہے جنہیں پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ہماری تاریخ میں کتنے عظیم لوگ پیدا ہوئے جن کے کارہائے نمایاں روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ بلاشبہ یہ سنہرے اوراق ہیں۔ اسلامی تاریخ کے چمکتے دکتے واقعات، سلف صالحین کی زندگی کے



علمی و عملی نمونے، تاریخی احوال، دلچسپ مشاہدے۔ میں نے ایسی درجنوں کتابیں پڑھ ڈالیں۔ جب میں سفر سے واپس آتا تو عموماً اپنے بچوں کو یہ واقعات سناتا۔ بعض اوقات دوستوں کی محفل میں بیٹھتا تو مزے لے لے کر ان کو بیان کرتا۔ کسی جگہ تقریر کا موقع ملتا تو اس سنہری تاریخ سے اقتباسات سناتا جس سے سامعین کے ساتھ میں خود بھی محفوظ ہوتا۔

بعض احباب نے ان تاریخی واقعات کو جمع کرنے کی جانب توجہ دلائی تو جن کتابوں کو پڑھا تھا، ان میں جو واقعات دلچسپ اور حقائق پر مبنی نظر آئے ان کو نشان زد کرنا شروع کیا۔ ایک مرتبہ کتابوں کی نمائش میں ایک عربی ناشر سے گفتگو ہوئی۔ اس نے پوچھا: ”آپ عربی کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی کتابیں شائع کرتے ہیں؟ اسلامی تاریخ میں سلف کے واقعات اپنی نوجوان نسل تک پہنچائیں تاکہ نوجوانوں کو معلوم ہو کہ ہمارا ماضی کتنا روشن تھا اور تاریخ میں کیسے کیسے دل نشیں واقعات پیش آئے۔“ مجھے ان کا مشورہ بروقت لگا۔ میں نے اور زیادہ توجہ سے تاریخی کتابوں کو پڑھنا اور ان پر نشان لگانا شروع کر دیا۔ پھر وہ وقت آیا جب میں نے ان واقعات کا ترجمہ کرنا شروع کیا۔ مجھے اپنی کم علمی کا مکمل احساس ہے۔ مجھے عربی زبان پر کامل دسترس کا دعویٰ نہیں تاہم کثرت مطالعہ کی بنا پر مفہوم کو سمجھنا میرے لیے مشکل نہیں۔ عموماً فجر کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھ جاتا یا پھر سفر کے دوران اس کام میں جُت جاتا۔

یہ تاریخی واقعات و حکایات سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو چکے تھے۔ ادھر دارالسلام کی ذمہ داریاں مسلسل بڑھتی چلی جا رہی تھیں اور مصروفیات میں روز افزوں اضافہ جاری تھا۔

ایک دن میرے پاس جناب رضوان اللہ ریاضی صاحب تشریف لائے۔ وہ ملازمت کی تلاش میں تھے۔ میں نے ان کا سی وی دیکھا، باصلاحیت نظر آئے۔ مجھے ایک معاون کی شدید ضرورت تھی جو میرے بکھرے مسودوں کو دیکھ سکے، چنانچہ انہی کا

انتخاب کر لیا گیا۔

جناب ریاضی صاحب نے میرے منتخب واقعات کو مرتب کرنا اور ان کا ترجمہ کرنا شروع کر دیا۔ میں زبان و بیان کی مناسب تبدیلیاں کر دیتا اور یوں سینکڑوں صفحات مرتب ہو گئے۔

عربی بڑی جاندار زبان ہے۔ مزا تو اسی وقت آتا ہے جب واقعات عربی لغت ہی میں پڑھے جائیں۔ ترجمے میں وہ چاشنی نہیں رہتی۔ میں نے ایک ایک واقعہ کو کئی کئی بار پڑھا۔ اس کی نوک پلک سنواری، پھر بھی تشنگی باقی رہی۔ چنانچہ مزید اس کی نوک پلک سنوارنے کے لیے پاکستان میں دارالسلام کے ایک معاون جناب اشتیاق احمد صاحب کے پاس مسودہ بھیج دیا۔ انہوں نے اس میں مزید نکھار پیدا کیا۔ میری کوشش یہ رہی کہ ترجمہ اصل واقعہ سے دور نہ چلا جائے۔ واقعات میں عربی عبارتیں بھی اسی طرح لکھ دی گئی ہیں، خاص طور پر قرآن کریم، حدیث شریف یا کسی شاعر، ادیب یا سپہ سالار کے الفاظ تاکہ عربی ادب کی چاشنی باقی رہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ اس کتاب میں بیان کردہ واقعات کو علمائے کرام، اساتذہ، طلبہ سیاسی رہنما اور مقررین اپنی تقاریر میں بیان کریں یا بطور حوالہ کتابوں میں درج کریں تاکہ ان سے ہماری نوجوان نسل بطور خاص بھرپور استفادہ کرے۔

جہاں تک ان واقعات کے درست ہونے کا تعلق ہے، میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ صرف وہی واقعات ذکر کیے جائیں جو درست ہیں اور جن کے حوالہ جات موجود ہیں۔ پھر بھی کوئی ایسا واقعہ سامنے آ جائے جو تاریخی اعتبار سے درست نہ ہو تو قارئین سے درخواست گزار ہوں کہ ضرور مطلع فرمائیں۔ آئندہ ایڈیشن میں ان شاء اللہ اسے بدل دیا جائے گا۔

یہاں میں یہ بات ضرور عرض کروں گا کہ یہ کتاب مرجع کی نہیں کہ اس کو محدثین کے اصولوں کے مطابق پڑھا جائے۔ یہ تو ہماری سنہری تاریخ کے گمشدہ اوراق ہیں

فہرست مضامین

- 05 جب کداء سے گھوڑوں کی آمد ہوئی
- 11 عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- 17 بچپن ہی میں نبوت کی خوشخبری
- 24 بے سود فیاضی
- 28 وفادار اعرابی
- 31 وعدے کا پاس
- 33 درگزر کرنے والے
- 34 دشمن جاں پر مہربانی
- 35 اور وہ کامیاب ہو گیا
- 37 میں بڑا ہی محسوس ہوں
- 38 اینٹ اور شراب
- 39 صدقے سے علاج
- 41 ٹوٹ گئے مٹکے
- 44 خوش نصیب چرواہا
- 46 جسے اللہ رکھے!
- 47 فضیلت کا تقاضا
- 48 سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کی فراست
- 50 انداز اپنا اپنا
- 52 وہ پھر بھی مشتعل نہیں ہوا

جن کو نوجوان نسلوں تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اردو زبان میں تاریخی واقعات پر مبنی یہ پہلی کتاب ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے بعد کم از کم دو اور کتابوں کا مسودہ میرے پاس موجود ہے جو ترتیب کا منتظر ہے۔

مجھے دارالسلام کے رفقاء کا خصوصاً رضوان اللہ ریاضی اور اشتیاق احمد صاحبان کا شکریہ ادا کرنا ہے جن کے تعاون کے بغیر یہ کتاب کئی ماہ بعد شائع ہو پاتی۔ اسی طرح برادر عزیز محمد طارق شاہد صاحب بھی میرے خصوصی شکریے کے مستحق ہیں جنہوں نے کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ نہایت برق رفتاری سے کروائی اور کتاب کو پرنٹنگ کے آخری مرحلے تک پہنچایا۔ یاد رہے کہ اس کتاب کا ترجمہ انگلش زبان میں پہلے ہی شائع ہو چکا ہے۔

نہایت بے انصافی ہوگی کہ اگر میں اپنی اہلیہ محترمہ انیسہ فردوس کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف میں میرے حوصلے کو بڑھایا، مفید مشورے دیے اور گھر میں میرے لیے نہایت آرام دہ ماحول فراہم کیا تاکہ میں پورے اطمینان سے پڑھ لکھ سکوں۔

قارئین کرام! سنہ ۱۹۷۷ء اور اق کا دوسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ اشاعت نظر ثانی اور مراجعہ کے بعد عمل میں لائی گئی ہے، جس سے کتاب کی وقعت اور افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔

اگر اس کتاب سے نوجوان نسل نے اپنے سلف صالحین کو سمجھنے کی کوشش کر لی تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت رائیگاں نہیں گئی۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

عبدالمالک مجاہد

محمد

ریاض، سعودی عرب دسمبر 2004ء

105	گھر سے مسجد تک
107	عظیم سخاوت
108	نیز اور موت
109	کامیاب حکمران
110	کاتب وحی کی ذہانت
112	صحرا کا بیٹا
120	امیر ہو تو ایسا!
122	عزت والا کون؟
123	پانچ خاص چیزیں
124	ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت
127	سب سے پہلے سفیر
135	غیبی طاقت
138	سوء خاتمہ
139	آخری جنتی
146	خلیفہ اور رعایا
148	دوستی کا حق
152	خدمت کا صلہ
154	ایک حاجت مند حاکم کی کہانی
159	اللہ کے لیے محبت کا صلہ
160	مسلمان کی پردہ پوشی
163	کسی کو پتہ نہ چلے

53	پسند کی احادیث
54	دربان اور حکمران
56	چاہ کن را چاہ در پیش
60	زیادہ بخی کون؟
63	ہر مصیبت کا علاج
64	ایشار کی عمدہ مثال
66	ایک دوسرے کے بھائی
69	میں دجال نہیں!
70	نا کام سازش
72	اعرابی کی حاضر جوابی
74	لمحہ فکریہ
77	موت
79	عزت و وقار کا پیمانہ
82	نبی کریم ﷺ کا مزاج
84	سوچ کا انداز
86	موتیوں کا ہار
90	بدعتی اور حوض کوثر
93	قیمت کی نشانیاں
95	حق گوئی
98	گدڑی پوش مجاہد
103	شہزادے کو قیمتی وصیت

246	تقویٰ اور اس کا انعام
252	فرشتے مصافحہ کریں!
254	چرواہے کا تقویٰ
256	سفیان ثوری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا خط
266	سرداری کے مستحق
267	حجاج اور اعرابی کا مکالمہ
269	موسیٰ <small>علیہ السلام</small> کی سرگوشی
271	پانچ باتوں کا علم
273	خاتمہ بالخیر
274	نیت کا پھل
276	جہنم رسید ہو گیا
277	ایک بد بخت
279	ایمان فروش
281	ابوبکر صدیق <small>رضی اللہ عنہ</small> کا تقویٰ
282	بہترین سفارش
284	واثق باللہ کی ذہانت
285	دوراندیش دشمن
287	غصہ میں حلم و بردباری
289	زندہ شہید
291	شہر کی کنجیاں
295	خیر و بھلائی کی خصلتیں

165	وہ بلا کا ذہین و بہادر تھا
172	غلام کی سخاوت
174	بے بس بت
178	تھپڑ مارنے کا انجام
179	طلب حدیث میں کوشش
180	ایک مشورہ
182	تیس ہزار دینار کا بیٹا
186	پہلا مولود
195	خوشہ انگور کے بدلے وزارت
205	تواضع اور صدقہ کے ثمرات
207	جان دینا منظور ہے
209	وہ تو میرا ہو چکا
212	اپنی اپنی تمنا
214	عفو و درگزر کی اعلیٰ ترین مثالیں
220	قویٰ اور امین
222	کسریٰ کے کنگن
233	مسلمان جن
236	جنت کی کھجور
241	موت کی کیفیت
244	وعدہ کی پاسداری
245	والدین کا مقام

- 334 کلمہ گو کے لیے جنت کی ضمانت
- 337 یہی تو سرداری ہے
- 339 مُسَبِّبُ الْأَسْبَابِ
- 344 مذاق اڑانے والا
- 347 خواب کی بنیاد پر
- 350 انصاف اور رواداری
- 352 عبرت ناک انجام
- 355 بہن بھائی
- 357 کم سن بچے کا خوف و تقویٰ
- 361 اصل بادشاہت
- 362 شوق شہادت
- 363 تین کے بدلے تین
- 364 آگ آگ کو کیسے جلا سکتی ہے؟
- 365 محدود علم
- 366 فتویٰ نہیں مدد
- 367 حجاج کے دسترخوان پر
- 368 پادری کی نصیحت
- 371 موت کے بعد بھی ثواب
- 371 گالیوں کا جواب
- 372 ہزار درہم کا گنہ
- 372 دنیا کی سب سے پہلی یونیورسٹی

- 297 رسول اکرم ﷺ کی حکمت عملی
- 299 امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ذہانت
- 302 خود دار عالم
- 305 بدعت ایک گڑھا
- 307 سردار ایسا ہوتا ہے
- 308 ذہین بچہ
- 309 حکمران اور رعایا
- 310 کون کیا ہے؟
- 311 قبولیت دعا
- 313 ذہانت
- 315 مومن کی شان
- 316 جان سے بڑھ کر محبوب
- 317 اور لوگوں کی جان چھوٹ گئی
- 318 تو میں تمہاری پوجا کرتا
- 321 خوبصورت جواب
- 322 بھول
- 323 یہ ہدیہ نہیں!
- 324 معذرت کا انداز
- 326 صرف ایک گھونٹ پانی
- 329 اللہ کا دشمن ذلت و پستی کا شکار ہو کر رہا
- 332 عربی سخاوت

جب کداء سے گھوڑوں کی آمد ہوئی

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ میں ملک یمن میں تجارتی قافلے کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ قافلے میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے۔ یمن میں قیام کے دوران ہمارا معمول یہ تھا کہ ایک روز میں کھانا پکا کر ابوسفیان اور قافلے کے دیگر افراد کے پاس لے جاتا اور کھانا کھلاتا، اور ایک دن ابوسفیان کھانا پکاتے اور ساتھیوں کو کھلاتے۔ گویا ہم باری باری یہ ذمہ داری نبھاتے۔

ایک دن جب کہ میری باری تھی اور میں کھانا پکا رہا تھا کہ ابوسفیان بن حرب میرے پاس آئے اور کہا: ابو الفضل! کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ آپ ہمارے ڈیرے پر تشریف لائیں اور کھانا بھی وہیں منگالیں؟ میں نے کہا: کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ میں اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ ابوسفیان کے ڈیرے پر پہنچا اور کھانے پینے کا سارا سامان وہیں منگالیا۔

جب سارے لوگ کھانا کھا کر فارغ ہو گئے اور چلے گئے تو ابوسفیان نے مجھے اپنے پاس ہی روک لیا اور گویا ہوئے:

«هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ ابْنَ أَخِيكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ؟» .

”آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا بھتیجا دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے؟“

میں نے پوچھا: میرا کون سا بھتیجا؟

ابوسفیان نے کہا: آپ مجھ سے چھپا رہے ہیں، آپ کے ایک بھتیجے کے سوا بھلا

یہ بات کون کہہ سکتا ہے!

تین حقوق 373

آپ کو مرنا پسند ہے؟ 373

بیت الخلاء میں موت 374

صابر و شاکر کے لیے جنت کا وعدہ 375

شراب نوشی 375

چڑیا کی فریاد 376

میں نے پوچھا: میرا کون سا بھتیجا، اس کی نشاندہی تو کریں۔

ابوسفیان نے کہا: آپ کا بھتیجا محمد، جو آپ کے بھائی عبداللہ کا بیٹا ہے۔

میں نے کہا: نہیں نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

ابوسفیان نے کہا: نہیں بلکہ یہ سچ ہے کہ اس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

پھر ابوسفیان نے اپنے بیٹے حظلہ بن ابی سفیان کا بھیجا ہوا خط نکال کر مجھے دکھایا جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

«إِنَّ مُحَمَّدًا قَامَ بِالْأَبْطَحِ غُدْوَةً، فَقَالَ: أَنَا رَسُولُ اللَّهِ،
أَدْعُوكُمْ إِلَى اللَّهِ».

”صبح محمد نے بطحاء مکہ (وادی مکہ) میں کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے اعلان

کیا ہے: میں اللہ کا رسول ہوں، اور تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔“

میں نے کہا: ابو حظلہ! ممکن ہے، وہ سچ کہہ رہا ہو۔

ابوسفیان جلدی سے گویا ہوئے: چپ رہیے ابو الفضل! اللہ کی قسم! خدا را آپ

ایسی بات نہ کہیں، مجھے تو خدشہ ہے کہ آپ بھی بغیر سوچے سمجھے اس کے دعوے کی

تصدیق نہ کر بیٹھیں۔ پھر ابوسفیان نے کہا: اے بنو عبدالمطلب! اللہ کی قسم! قریش کا

دعویٰ ہے کہ لوگوں کے لیے تم (یعنی بنو عبدالمطلب) نحوست بھی ہو اور سعادت بھی

اے ابو الفضل! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا آپ نے یہ بات

نہیں سنی ہے؟

میں نے کہا: ہاں، سنی تو ہے۔

ابوسفیان نے کہا: پھر اللہ کی قسم! یہ (محمد) تم لوگوں کی طرف سے نحوست ہے۔

میں نے کہا: ممکن ہے نحوست کی بجائے سعادت ہو۔

ابھی اس بات کو چند ہی دن گزرے تھے کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ

یہ خبر لے کر یمن پہنچ گئے کہ واقعی محمد ﷺ نے مکہ مکرمہ میں اسلام کا دعویٰ کیا ہے وہ

خود بھی اسلام قبول کر چکے تھے۔ پھر تو یمن میں جگہ جگہ اس نئے دین کا چرچا

ہونے لگا۔ ایک دفعہ یوں ہوا کہ ابوسفیان بن حرب یمن کے ایک یہودی عالم کے

پاس بیٹھے ہوئے تھے تو اس نے پوچھا: ابوسفیان! یہ جو مجھے خبر پہنچی ہے، اس کی حقیقت

کیا ہے؟

ابوسفیان نے کہا: یہی بات تو میں نے بھی سنی ہے۔

یہودی عالم: جو آدمی نبوت کا مدعی ہے، اس کا چچا یہاں کون ہے؟

ابوسفیان: میں ہی اس کا چچا ہوں۔

یہودی عالم: کیا تم اس مدعی نبوت کے والد کے بھائی ہو؟

ابوسفیان: ہاں۔

یہودی عالم: اس مدعی نبوت کے حالات سے مجھے آگاہ کرو۔

ابوسفیان: یہ سوال آپ مجھ سے نہ کریں، کیوں کہ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا

تھا کہ میرا بھتیجا اس قسم کا دعویٰ کر بیٹھے گا، میں اس کو عیب نہیں لگاتا، ہاں اتنا ضرور ہے

کہ دوسرے اس سے بہتر نہیں ہیں۔

یہودی عالم: پھر تو اس کو کچھ گزند نہیں پہنچنا چاہیے، اور یہودیوں کو بھی اس

سلسلہ میں کچھ حرج نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب مجھے ابوسفیان اور

یہودی عالم کے مابین مکالمے کی خبر پہنچی تو میری حمیت جاگ اٹھی اور دوسرے دن

میں جا کر اسی مجلس میں بیٹھ گیا جس میں ابوسفیان اور یہودی عالم بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے یہودی عالم سے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے ہمارے درمیان مدعی نبوت کے چچا کے بارے میں پوچھا تو ابوسفیان نے کہا کہ وہ اس کے چچا ہیں جبکہ وہ اس کے چچا نہیں بلکہ اس کے چچا زاد بھائی ہیں، البتہ میں اس کا چچا اور اس کے والد کا سگا بھائی ہوں۔

یہودی عالم نے پوچھا: کیا واقعی آپ اس مدعی نبوت کے والد کے سگے بھائی ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، میں اس کے والد کا سگا بھائی ہوں۔

چنانچہ وہ یہودی عالم ابوسفیان کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا: کیا یہ سچ ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا: ہاں۔

پھر میں نے کہا: آپ مجھ سے میرے بھتیجے کے متعلق جو پوچھنا چاہتے ہیں پوچھیں، اور ہاں اگر میں اس کے بارے میں کچھ جھوٹ بولوں تو پھر یہ ابوسفیان میری گرفت کریں۔

اب یہودی عالم میری طرف متوجہ ہو گیا اور پوچھا: «أَنْشُدُكَ اللَّهَ! هَلْ فَشَتْ لِبْنِ أَخِيكُمْ صَبُوءٌ أَوْ سَفْهَةٌ؟»

”میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں! کیا آپ کے بھتیجے کے بارے میں کبھی یہ بات پھیلی ہے کہ وہ بچوں کی سی حرکتیں کرتا ہے، یا نادان ہے؟“

میں نے کہا:

«لَا وَاللَّهِ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ! وَلَا كَذَبٌ وَلَا خَانَ، وَكَانَ اسْمُهُ عِنْدَ قُرَيْشٍ الْأَمِينُ»

”نہیں نہیں، عبدالمطلب کے معبود کی قسم! کبھی اس نے جھوٹ نہیں بولا اور

نہ ہی اس نے خیانت کی، اور قریش اسے امین کے نام سے پکارتے ہیں۔“

یہودی عالم نے پوچھا: کبھی اس نے اپنے ہاتھ سے کوئی چیز لکھی؟

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اثبات میں جواب دینا چاہا لیکن فوراً میں سنبھل گیا کہ میرے پیچھے ابوسفیان موجود ہیں، اگر میں جھوٹ بولوں گا تو وہ فوراً مجھے جھٹلا دیں گے۔ چنانچہ میں نے اس کو جواب دیا: نہیں، اس کو لکھنا نہیں آتا۔

یہ سننا تھا کہ یہودی عالم اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی چادر چھوڑ کر باواز بلند یہ کہتے ہوئے چلا گیا:

«ذَبَحْتُ يَهُودُ! قَتَلْتُ يَهُودُ!»

”یہود ذبح کر دیے گئے! یہود قتل کر دیے گئے!“

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ہم اپنے ڈیرے میں واپس آئے تو ابوسفیان نے مجھ سے کہا: اے ابوالفضل! یہود آپ کے بھتیجے سے خوفزدہ ہیں۔

میں نے کہا: ابوسفیان! ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ بھی اس پر ایمان لے آئیں، اگر وہ نبی برحق ہوگا تو آپ سبقت کرنے والوں میں سے ہوں گے اور اگر وہ بالکل باطل ہوگا تو آپ کے علاوہ آپ کے ہم مثل دیگر لوگ بھی آپ کے ساتھ ہیں؟

ابوسفیان نے کہا:

«لَا وَاللَّهِ! مَا أَوْمِنُ بِهِ حَتَّى أَرَى الْخَيْلَ تَطْلُعُ مِنْ كَدَاءٍ»

”اللہ کی قسم! نہیں، میں اس پر ایمان نہیں لاسکتا یہاں تک کہ میں گھوڑوں کو

کدواء (مکہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے) سے آتے ہوئے نہ دیکھ لوں۔“

میں نے کہا: یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

ابوسفیان نے کہا:

«كَلِمَةٌ - وَاللَّهِ! - جَاءَتْ عَلَى فَمِي مَا أَلْقَيْتُ لَهَا بَالًا،
إِلَّا أَنِّي أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ لَا يَتْرُكُ خَيْلًا تَطْلُعُ مِنْ كَدَاءٍ».

”اللہ کی قسم! یہ کلمہ بے ارادہ میری زبان سے نکل گیا، میں نے قصداً نہیں کہا ہے۔ ہاں مجھے اتنا ضرور یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ گھوڑوں کو کدواء پہاڑ سے نہیں آنے دے گا۔“

پھر جب رسول اکرم ﷺ نے مکہ کو فتح کیا تو ہم نے گھوڑوں کو کدواء سے آتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت میں نے ابوسفیان سے کہا: اے ابوسفیان! کیا آپ کو وہ کلمہ یاد ہے جو آپ نے مجھ سے کہا تھا؟

ابوسفیان نے کہا:

«وَاللَّهِ! إِنِّي ذَاكِرُهَا! فَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانِي لِلْإِسْلَامِ».

”اللہ کی قسم! مجھے وہ کلمہ یاد ہے! اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی“ (۱)۔

(۱) دیکھئے: کتاب الأغاني (93/6)، دار الفکر، البداية والنهاية (525/3-527) دار هجر، السيرة الحلبية (301/1)، قصص العرب (110/1)۔

عمر بن عاص رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

عرب کے ذہین ترین فرد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے اسلام قبول کرنے کا قصہ بیان کرتے ہیں: جب ہم غزوہ خندق سے واپس مکہ مکرمہ آئے تو میں نے قریش کے چند لوگوں کو اکٹھا کیا جو میری رائے کو اہمیت دیا کرتے تھے اور میری بات دھمکیاں سے سنا کرتے تھے۔ جب سرداران قریش میرے پاس جمع ہوئے تو میں ان سے مخاطب ہوا:

”تمہیں خوب اچھی طرح معلوم ہے اور اللہ کی قسم! میں بھی دیکھ رہا ہوں کہ محمد کا دین روز بروز ترقی کر کے ایک بھاری جمعیت کی شکل اختیار کر چکا ہے جس سے نمٹنا اب عربوں کے لیے ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ اس لئے محمد (ﷺ) اور اس کے لائے ہوئے مذہب کو اگر جلد سے جلد جڑ سے ختم کرنا ہے تو اس کے لئے کوئی خاطر خواہ اور موثر قدم اٹھانا پڑے گا۔ اس اقدام میں جتنی بھی تاخیر ہوگی ہمیں اسی قدر نقصانات کا سامنا کرنا پڑے گا کیوں کہ پہلے محمد (ﷺ) اکیلا ہی اسلام کا کلمہ بلند کرتا تھا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے اب اس کلمے کے ماننے والوں کی تعداد ہزاروں میں پہنچ چکی ہے، اور اگر محمد (ﷺ) کی روش پر کوئی زبردست قدغن عائد نہ ہوئی تو پھر اس دین کا ڈنکا آفاق عالم میں بجنے لگے گا اور اس وقت ہم سب کی پکڑیاں اس کے پیروکاروں کے جوتوں سے روندی جائیں گی۔ اور ہاں، تم لوگ جب میرے پاس اکٹھے ہوئے ہو تو میں اپنی ایک تجویز سے تمہیں آگاہ کر دینا چاہتا ہوں، ممکن ہے تمہیں میری یہ تجویز پسند آئے اور آگے کی جانب قدم بڑھانے میں تم لوگ میری پوری مدد کر سکو۔“